اصلاحِ معاشرہ کا نبوی ﷺ منہاج

عبدالروف ظفر*

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد معاشرتی بگاڑ کی اصلاح بھی تھا آپ ﷺ جہاں لوگوں کو بتوں کی پرستش سے روک کر اللہ کی وحدانیت کی دعوت دینے کے لئے آئے تھے وہیں پر آپ ﷺ کے فرائض منصبی میں یہ بات بھی شامل تھی کہ آپ ﷺ امت کے معاشرتی بگاڑ کی اصلاح کریں ارشاد ربانی ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. (۱)

جس طرح ہم نے آپ میں سے ایک رسول بھیجا جو آپ پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے، اور آپ کا تزکیہ کرتا ہے اور آپ کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''بعثتُ لأ تمّم مکارم حسن الأخلاق''(۲)

میں تو اخلاقی خوبیوں کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی معاشرتی اصلاح کے اس فریضے کو سرانجام دینا شروع کر دیا تھا۔ ابھی آپ ﷺ مکہ میں تھے کہ ابوذر غفاریؓ نے اپنے بھائی کو اس نئے پیغمبر کے حالات اور تعلیمات کی تحقیق کے لئے مکہ بھیجا۔ انہوں نے واپس جا کر اپنے بھائی کو جن الفاظ میں حالات کی خبر دی وہ یہ تھے:

رأیته یأمربمکارم الأخلاق (۳)

میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ لوگوں کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے۔

حبشہ کی ہجرت کے زمانہ میں نجاشی نے جب مسلمانوں کو بلوا کر اسلام کے بارے میں تحقیقات کیں اس وقت حضرت جعفر طیارؓ نے جو تقریر کی اس کے چند فقرے یہ ہیں:

ایھا الملك کنا قوم اھل الجا ھلیة نعبد الاصنام ونا کل المیتة ونا تی الفواحش ونقطع الارحام ونسی ء الجوار یا کل القوی منا الضعیف فکنا علیٰ ذ لك حتیٰ بعث الله الینا

* ڈائریکٹر سیرت چیئر، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور، پاکستان

رسولا منا نعرف نسبه وصدقه وامانته وعفافه فد عانا الی الله لنوحده ونعبد ه ونخلع ما کنا نحن نعبد وآبا ؤنا من دونه من الحجا رة والاوثان وامرنا بصدق الحدیث واداء الاما نة وصلة الرحم وحسن الجو ار والکف عن المحا رم(۴)

اے بادشاہ ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے،مردار کھاتے تھے،بدکاریاں کرتے تھے، ہمسائیوں کوستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔زبردست زیردستوں کو کھا جاتے تھے۔اس دوران ہم میں اللہ نے ایک رسول بھیجا ہم اس کے نسب اس کی سچائی امانت اور پاک دامنی کو جانتے ہیں اس نے ہم کو سکھایا کہ ہم صرف ایک خدا کی توحید کو مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور ہمارے آباء اجداد کی مانند پتھروں اور بتوں کو پوجنا چھوڑدیں سچ بولیں،امانتیں ادا کریں صلہ رحمی سے کام لیں ہمسایوں سے حسن سلوک کریں اور حرام کاریوں سے رک جائیں۔

نبی اکرم ﷺ نے معاشرتی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا اور وحی الٰہی کی بنیاد پر معاشرتی امن وسکوں قائم کیا۔آج بھی اگر ہم اپنے معاشرے میں امن وسکون کے متلاشی ہیں، معاشرتی اقدار کو پنپتا دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسی چشمہ صافی کی طرف لوٹنا ہوگا اور اپنی اصلاح کے لئے قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ ﷺ سے رہنمائی لینا ہوگی۔

ذیل میں معاشرتی اصلاح کے حوالے سے سیرتِ نبوی ﷺ کے کردار کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

معاشرے کا مفہوم:

معاشرہ عربی زبان کا لفظ ہے ''مُفاعلة'' کے وزن پر مصدر ہے جس کا معنی ہے باہمی میل جول۔

صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: ''العشرة: المخالطة''(۵)(عشرت سے مراد میل جول ہے)۔''عشیر الرجل'' (قریبی رشتہ دار کو کہتے ہیں)۔فرمان الٰہی ہے:

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (٦)

اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔

عشیر خاوند کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ بیوی کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔فرمان نبوی ﷺ ہے:

إنكنّ أكثر اهل النار،فقيل لم يارسول الله؟ قال لأنكنّ تكثِرن اللعن وتكفرن العشير (۷)

جہنمیوں کی اکثریت تم عورتوں کی ہوگی، کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ تم کثرت سے لعن طعن کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔

اسی طرح معشر کا لفظ جماعت کے لئے بولا جاتا ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ (۸)

اے جن وانس کی جماعت۔

مختصراً عشرت،عشر معشر ،معاشرہ سب کا مادہ عشر ہے اور یہ باہمی میل جول اور اختلاط کے لئے بولا جاتا ہے چنانچہ معاشرہ سے مراد وہ افراد یا طبقہ ہے جو آپس میں مل جل کر رہتے ہیں۔

انسان فطری طور پر مدنی الطبع ہے اور جماعتی زندگی کا محتاج ہے معاشرتی زندگی میں انسان ایک دوسرے کو کسی نہ کسی طرح متاثر کرتے رہتے ہیں۔یہی اثر فرد کا فرد کے اوپر افراد کا خاندان کے اوپر اور ہر چھوٹی بڑی جماعت کا ایک دوسرے کے اوپر ہوتا ہے۔خیر وشر،صحیح وغلط اور جائز وناجائز میں تمیز کی ضرورت تب ہی تو پیش آتی ہے۔

اگر اجتماعی زندگی نہ ہوتو خیر وشر کی کوئی اہمیت نہیں ہے اسی حوالے سے سچائی کا خیر ہونا اور جھوٹ کا شر ہونا اس وقت تک کوئی قیمت نہیں رکھتا۔جب تک وہ ایسے انسان سے وابستہ نہ ہو جو اجتماعی زندگی بسر کرتا ہو۔اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کوئی خیر خیر نہیں ہے کوئی شر شر نہیں ہے اور اگر ہم ذرا گہری نظر سے جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اگر انسان اجتماعی زندگی سے الگ رہنا بھی چاہے تو یہ اس کے امکانات سے باہر ہے اور اگر کوئی اس قسم کا ارادہ بھی کرے تو جماعتی زندگی سے اس کو جو امداد مل سکتی ہے وہ اس سے یکسر محروم ہو جائے گا۔

اسلامی نظام معاشرت:

اسلام اپنا ایک مضبوط اور پائیدار نظام معاشرت رکھتا ہے جس کے اصول وضوابط مستقل ومستحکم ہیں جس کا پورا مزاج عدل وانصاف سے مرکب ہے۔اور جس کے تمام اجزاء باہم مضبوط وہم آہنگ ہیں۔یہ نظام ایسا جامع وہمہ گیر ہے کہ زندگی کے تمام مظاہر اور ہر طرح کی سرگرمیاں اس کے دائرے میں آجاتی ہیں۔یہ انسان کے قلب وضمیر اور اس کے معاملات زندگی دونوں پر محیط ہے اور اپنی ہدایت اور قانون سازی میں دین اور دنیا دونوں پر حاوی ہے۔

اقوال نبوی ﷺ کی روشنی میں انسان کی اجتماعی زندگی کی اہمیت کا جائزہ لیتے ہیں۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:

المسلم أخو المسلم (۹)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

المومن للمؤمن كالبنيان يشدّ بعضه بعضاً (۱۰)

مومن مومن کے لیے دیوار کی مانند ہے جس کا بعض حصہ بعض کو مضبوط کرتا ہے۔

إنّ الشيطان ذئب الإنسان كذئب الغنم يأخذالشاذّة والقاصية والناصية وإياكم والشعابَ وعليكم بالحماعة والعامّة (۱۱)

بے شک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے، جواس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہوجائے یا دور چلی جائے، لہٰذا تم لوگ بچتے رہو آپس میں گروہ بندی سے اور جماعت اور عام لوگوں کے ساتھ رہو۔

مَنْ فارق الجماعة شبراً فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه (۱۲)

جو جماعت سے ایک بالشت بھی دور رہا گویا اس نے اسلام کا قلادہ گردن سے اتار دیا۔

''المؤمن مألف ولاخيرفمن لايالف ولايؤلف'' (۱۳)

مومن مانوس ہوتا ہے اور اس آدمی میں کوئی بہتری نہیں جو نہ خود انس رکھتا ہے اور نہ اس سے انس رکھا جاتا ہے۔

ان المسلم الذى يخالط الناس ويصبر علىٰ أذٰهم خيرمن المسلم الذى لايخالط الناس ولا يَصْبر على أذٰهم (۱۴)

وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا ہے اور ان کی دی گئی تکالیف پر صبر کرتا ہے اس مومن سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا ہے اور نہ ان کی دی گئی تکالیف پر صبر کرتا ہے۔

المؤمن أخوالمومن يكف عنه ضيعته ويحوطه من ورائه (۱۵)

مومن مومن کا بھائی ہے، اس کو نقصان سے بچاتا ہے اور اس کی پیٹھ پیچھے اس کی حفاظت کرتا ہے۔

المؤمنون كرجل واحدٍ إن اشتكى رأسه تداعى سائر الجسد با لحمىٰ والسهر (۱۶)

تمام مومن ایک آدمی کی طرح ہیں اگر اس کے سر میں تکلیف ہوتی ہے تو اسے سارے جسم میں بخار کی طرح سارے جسم میں محسوس کیا جاتا ہے۔

یہ چند احادیث جو بطور مثال ذکر کی گئیں معاشرتی زندگی کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہیں اور یہ واضح کرتی ہیں کہ اسلام معاشرتی زندگی کی اہمیت پر کس قدر زور دیتا ہے اور اس کی اصلاح کے لئے کن اصول وضوابط کو بروئے کار لاتا ہے۔

اصلاح معاشرہ کا طریقہ کار:

معاشرہ افراد کے مجموعے کا نام ہے لہٰذا اسلام معاشرے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ فرد کی اصلاح پر بھی

زور دیتا ہے اس کی نظر میں فرد اور سماج دونوں کی اصلاح وتربیت یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ اسلام ہر فرد کی جداگانہ شخصیت کا قائل ہے وہ معاشرے کے ہر فرد کے ذہن میں یہ احساس بیدار کرتا ہے کہ انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار اور اپنی پوری زندگی کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

مَنْ عمل صالحاً فلنفسه ومَنْ أساءَ فعليها (۱۷)

جو اچھے عمل کرے گا وہ اس کے لیے ہے اور جو برے کرے گا اس کا گناہ اس کے نفس پر ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی انسان کی اس ذمہ داری کو واضح کیا گیا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

کلّکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیته (۱۸)

تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اسے اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔

ایک جگہ فرمایا:

لاتزول قدما عبد يوم القيمة من عندربّه حتى يُسال عن خمسٍ، عن عمره فيماأفناه، وعن شبابه فيماأبلاه، وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه، وماذاعمل فيما عَلِمَ (۱۹)

بندے کے قدم اپنے رب کے ہاں سے اس وقت تک قیامت کے دن ہل نہیں سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھا نہ جائے؛ عمر کے بارے میں کہ کہاں ختم کی تھی؟ جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں لگایا تھا؟ مال کے بارے میں کہ وہ کہاں سے کمایا تھا؟ اور کس جگہ خرچ کیا تھا؟ اور علم کے بارے میں کہ اس پر اس نے کیا عمل کیا؟

اس احساس ذمہ داری کو پیدا کرنے کے بعد اسلام فرد کی اصلاح کے لئے اس کے ایمان کی تجدید کو ضروری سمجھتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسان اللہ رب العزت کی بھیجی ہوئی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے۔ اور توحید کا علمبردار بنے۔ جس کی خاطر تمام انبیاء ورسل مبعوث کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (۲۰)

اور جو بھی ہم نے آپ ﷺ سے پہلے رسول اور نبی بھیجا اس کی طرف وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے

ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

فانّ حق اللّٰہ علی العباد أن یعبدوہ ولایشرکوا بہ شیئاً وحق العباد علیٰ اللہ أن لایعذِّب من لایشرك بہ شیئاً(۲۱)

بس اللہ کا بندوں پر حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جواس کے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھہرائے تواس پرعذاب نہ کرے۔

اس لئے انسان کوسب سے پہلے اللہ کے حقوق کی پہچان کرنا ہوگی جس سے وہ پہلے اپنی اصلاح اور پھر معاشرے کی اصلاح کی کوشش کرے گا۔اسی بنیادی علم کا حصول نبی اکرم ﷺ نے ہر مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔

طلب العلم فریضۃٌ علی کل مسلمٍ(۲۲)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دین کا اتنا علم کہ اسلام کیا ہے؟اوراس کے بنیادی معاملات کیا ہیں؟ فرض عین کا درجہ رکھتا ہے۔پھر علم دین کے ساتھ ساتھ اس علم کا حصول بھی واجب ہے جو زندگی کے قیام اور تمدن کے فروغ کے لئے ضروری ہے گویا اسلام ایک فرد کوایسے خطوط پر چلانا چاہتا ہے جس پر اس کے استحکام اور عملی زندگی کی تعمیر کا انحصار ہے۔

علم دین کا ایک بڑا مقصد عملی زندگی کی اصلاح ہے اس لیے اسلام ہر فرد میں جذبہ عمل بیدار کرتا ہے۔اور سعی وجدوجہد کی اہمیت اس کے ذہن پر نقش کرتا ہے۔

ارشادالٰہی ہے:

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى (۲۳)

اورانسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے وہ کوشش کرے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ (۲۴)

عمل کرو پس ہرایک کے لیے وہ آسان ہوگا جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا۔

فرد کی اصلاح کا ایک مؤثر ترین ذریعہ اوراس کی تربیت کا ایک مستقل نظام اسلامی عبادات ہیں جس کا اسلام نے ایک مفصل پروگرام دیا ہے۔جس میں کسی کمی بیشی کی ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ افراط وتفریط سے بچانا بھی

اسلام کا ہی ایک خاصہ ہے نبی اکرم ﷺ کے کئی فرامین سے میانہ روی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔اسلام کے نزدیک انسان کو نہ صرف دنیا کا ہو کے رہ جانا چاہیے اور نہ ہی راہب بن جانا چاہیے۔دنیاداری اور دنیا سے اجتناب دونوں سے بچنا ضروری ہے اس کے لئے اعتدال کی راہ سب سے بہترین ہے۔

معاشرتی اصلاح کی بنیادیں:

عمومی طور پر اسلام ایک ایسے معاشرے کا طالب ہے جو ہمہ گیر،مصنوعی اختلافات سے پاک،تعصبات ومکروہات سے منزہ نسل،رنگ،وطن اور زبان کی حدبندیوں سے پرے،مساوات،اجتماعی عدل وانصاف اور ایک عالم گیر برادری کی بنیاد پر قائم ہو اور ایک فکری،اخلاقی نیز اصولی معاشرہ ہو۔جس کے افراد میں باہمی ہمدردی،انسانیت اور مواساۃ کا رشتہ ہو اس سلسلے میں وہ ہمیں قرآن وسنت کے ذریعے بنیادیں فراہم کرتا ہے۔

اس بارے میں سیرت نبوی ﷺ کا کردار نا قابل فراموش ہے اس نے معاشرتی اصلاح کے اندر بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔اور معاشرے کو مستحکم اور پرامن طریقے سے رکھنے کے تمام وسائل پر کھل کر بات کی ہے اور ان کمزوریوں اور خرابیوں کی نشاندہی کی ہے۔جو معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ذیل میں ہم اصلاح معاشرہ کے بارے فرامین نبویہ ﷺ کی روشنی میں چند اہم اصولوں کی وضاحت کرتے ہیں۔جن سے اصلاح معاشرہ میں سیرت النبی ﷺ کے کردار کی بخوبی وضاحت ہو جائے گی۔

ا۔مساوات:

اسلامی معاشرے کی سب سے پہلی اور اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ سب انسان ایک نسل سے ہیں پوری انسانیت آدم علیہ السلام کی اولاد ہے۔رنگ،نسل،قبیلہ برادری،ملک وقوم وغیرہ کی فطری تقسیم صرف باہمی تعارف کے لئے ہے۔قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا (۲۵)

اے لوگو!ہم نے آپ کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور آپ کی برادریاں اور قبائل بنائے تا کہ آپ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (۲۶)

اے لوگو!اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا،اور

دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے۔

نبی اکرم ﷺ نے احادیث کے ذریعے مساوات کے درس کو عام کیا اور نسل انسانی میں فضیلت اور فرق کی بنیاد صرف تقویٰ کو قرار دیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لا فضل لعربیّ علی عجميّ و لا لعجميّ علیٰ عربیّ إلاّ بالتقوی (۲۷)

تم میں سے کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فوقیت نہیں سوائے تقویٰ کے۔

''النا س بنوآدم وخلق الله آدم من التراب''(۲۸)

تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔

''ایها النا س! إنّ الله قدأذهب عنکم عبیة الجاهلیّة وتعاظمها بآبا ئها''(۲۹)

اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے تکبر کو اور جاہلیت کے زمانے میں اپنے آباء واجداد پر فخر کرنے اور ان کو عظیم جاننے کی نحوست کو تم سے دور کر دیا ہے۔

غور فرمایئے نبی اکرم ﷺ نے معاشرے کے اندر طبقاتی کشمکش کی کس طرح بیخ کنی کر کے معاشرے کو مساوات کا درس دیا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے محض اس بناء پر افضل نہیں ہوسکتا کہ اس کے پاس مال زیادہ ہے یا وہ کسی اونچی سوسائٹی سے تعلق رکھتا ہے بلکہ فضیلت اور شرافت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

۲۔ اخوت:

تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں دین کا رشتہ تمام مسلمانوں کو ایک وحدت میں جوڑ دیتا ارشادِ ربانی ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ .(۳۰)

مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَلَا تَفَرَّقُوا (۳۱)

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

ایک اور جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

المسلم أخوالمسلم(۳۲)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

لایؤمن أحدکم حتی یحبّ لأخیه مایُحبّ لنفسه(۳۳)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔

مثل المومنین فی توادّھم وتراحمھم وتعاطفھم کمثل الجسد إذ اشتکیٰ منه عضوٌ تداعی له سائر جسده بالسَّھر والحمّی (۳۴)

مومن کی آپس میں محبت ،رحم اورمہربانی میں مثال ایسی ہے جیسے ایک ہی جسم جس کے کسی ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اوراسے جاگنے پر مجبور کردیتا ہے۔

یہ ہے اخوت اسلامی اس سے اسلامی معاشرے میں ایسی خوشگوار فضا پیدا ہوتی ہے کہ غیر مسلم قومیں اس کی مثال پیش نہیں کرسکتیں۔ اس طرح ایک عقیدہ اور ایک اخلاقی ضابطے کو تسلیم کرنے والے اسلامی معاشرہ تعمیر کرتے ہیں ۔یہ معاشرہ جغرافیائی سرحدوں کو توڑ کے رکھ دیتا ہے۔

۳۔ ذمہ داری کا تصور:

اسلام اپنے ماننے والوں پر انفرادی واجتماعی دونوں صورتوں میں کچھ ذمہ داریاں عائد کرتا ہے اسی حوالے سے ہر مکلّف شخص کی کچھ نہ کچھ ذمہ داریاں بنتی ہیں ۔وہ حاکم ہو یا محکوم،امیر ہو یاغریب،آجر ہو یااجیر،شوہر ہو یا بیوی،استاد ہو یا شاگرد تمام اپنی اپنی جگہ ذمہ دار ٹھہرتے ہیں اور ہر ایک اپنے عمل کے لئے جوابدہ ہے۔

اسلام پورے معاشرے میں یہ احساس بیدار کرتا ہے کہ وہ نیکیوں کو قائم کرنے والا برائیوں کو روکنے والا اور ایک دوسرے کی مدد کرنے والا ہو۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

من رأی منکم منکراً فلیغیره بیده فإن لمْ یستطع فبلسانه وإن لم یستطِعُ فبقلبهٖ (۳۵)

تم میں سے جب کوئی کسی برائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے نہیں روک سکتا تو اسے اپنے دل میں برا جانے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

الدین النصیحة۔قلنا لمن ھی یارسول اللّٰہ ﷺ؟ قال: لِلّٰهِ ولرسوله ولکتابه ولأئمة المسلمین وعامتھم (۳۶)

دین خیرخواہی کا نام ہے۔ہم نے پوچھا کس کے لیے خیرخواہی ہے اے اللہ کے رسول ﷺ؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کے رسول ﷺ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے اور مسلمانوں کے آئمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیده لتأمرنّ بالمعروف ولتنهون عن المنكر أوْ ليوشكن الله أن يَبعث عليكم عقابامنه ثم تدعونه فلا يستجيب لكم(۳۷)

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو ورنہ اللہ تم پر ایسا عذاب نازل کرے گا کہ تم اسے پکاروگے اور وہ تمہاری دعائیں قبول نہ کرے گا۔

ان احادیث سے أمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے اور اس امت کو خیر امت کا لقب اسی فریضہ کی ادائیگی کی بناء پر عطا ہوا ہے۔ اس فریضہ کے ذریعے معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ معروف کی راہ پر گامزن ہوجاتا ہے۔ لامحالہ طور پر جو شخص امر بالعروف اور نہی عن المنکر کا خیال رکھے گا اور اس طرح معاشرہ بہت سی برائیوں اور الائشوں سے پاک ہوگا۔

۴۔ حقوق وفرائض:

اسلام نے انسانوں کے باہمی حقوق وفرائض کا ایک مکمل نظام بھی دیا جس کی طرف احادیث نبویہ ہماری رہنمائی کرتی ہیں اور ہمیں بتلاتی ہیں کہ کس طرح نبی اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات مقدسہ کے ذریعے انسانوں کو باہمی حقوق وفرائض کا احساس دلایا اور ایک مہذب، غم خوار اور ذمہ دار معاشرے کو پروان چڑھایا۔

حقوق وفرائض کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے یعنی ایک شخص کا اپنا فرض ادا کرنا درحقیقت دوسرے فرد کا حق ادا کرنا ہے جب تک ہم سب اپنی اپنی جگہ اپنے فرائض نہیں پہچانیں گے اور دوسروں کے واجب الاداحقوق سے عہدہ برآنہیں ہوں گے اس وقت تک ہم سچے اور کھرے مسلمان نہیں بن سکتے۔

احادیث نبویہ ﷺ نے تو ہمیں ہر قسم کے حقوق کا ایک پیکج دیا ہے جس میں والدین کے حقوق، بھائی بھائی کے حقوق، اہل خانہ کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، اہل محلہ کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اولاد کے حقوق، حکمرانوں کے حقوق، یتیموں اور مسکینوں کے حقوق نیز غیر مسلموں کے حقوق حتیٰ کہ جانوروں اور درختوں تک کے حقوق کو واضح اور متعین کردیا ہے۔

آج ہمارا معاشرہ بدعملی کا شکار ہے نفسانفسی کا عالم ہے رشتوں کی مضبوط دیواروں میں دراڑیں پڑرہی ہیں۔ رویوں میں سردمہری کی برف جمتی جارہی ہے۔ پیشانیاں شکنوں سے بھرتی جارہی ہیں۔ اس کی وجہ صرف اور

صرف تعلیمات نبویہؐ سے دوری ہے آج کے دور میں یہ فلسفہ ہر کسی کے ذہن میں جگہ بنا چکا ہے کہ دوسروں کو حق دینا نہیں اور اپنا حق چھوڑنا نہیں۔ یہی فساد کی بنیادی جڑ ہے۔ بندوں کے حقوق پورے نہیں کیے جائیں گے اور اس سے روگردانی کی جائے گی تو رشتے اور بندھن کمزور ہی ہوں گے۔

اس وقت ہمارے معاشرے میں یہ رویہ بڑا عام ہے کہ کچھ لوگ حقوق اللہ کا تو اہتمام کرتے ہیں لیکن وہ معاملات میں کھوٹے ہیں اخلاق وکردار کی پستی میں مبتلا ہیں، اسی طرح کچھ لوگ وہ ہیں جو حقوق اللہ کو تو اہمیت نہیں دیتے لیکن اخلاق وکردار کے اچھے، معاملات کے کھرے اور امانت ودیانت جیسی خوبیوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

یوں اسلام کا کامل نمونہ اور اسلامی تعلیمات کے کامل پیکر افراد ہمارے معاشرے میں بہت کم نظر آئے ہیں۔ حالانکہ کامل مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے حقوق بھی صحیح طریقے سے ادا کیے جائیں اور اسی طرح بندوں کے حقوق میں بھی کوتاہی نہ کی جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ نماز روزے کی پابندی کے باوجود رحمت ومغفرت الٰہی سے محرومی ہمارا مقدر بن جائے گی۔

ان رسول اللّٰہ ﷺ قا ل :اتدرون ماالمفلس ؟قا لوا : المفلس فینا من لا درھم له ولا متاع فقال : ان المفلس من امتی من یا تی یو م القیا مة بصلا ة و صیا م و ز کوٰة ویا تی قد شتم ھذا وقذف ھذاواکل مال ھذاوسفك دم ھذا ،وضرب ھذا ،فیعطی ھذا من حسنا ته، وھذا من حسنا ته فان فنیت حسنا ته ،قبل ان یقضیٰ ما علیه ،اخذ من خطا یا ھم فطرحت علیه ثم طرح فی النار۔(۳۸)

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا: اللہ کے رسول مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم اور مال ومتاع نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ میری امت کا مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگا دنیا میں وہ نمازیں پڑھتا رہا ہوگا اور زکوٰۃ ادا کرتا رہا ہوگا۔ روزے رکھتا رہا ہوگا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان باندھا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگیا کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ چنانچہ اس کی نیکیاں ان میں تقسیم کردی جائیں گی حتیٰ کہ اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی۔ لیکن اس کے ذمے ابھی دوسروں کے حقوق باقی ہوں گے تو مظلوموں کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اس حدیث رسول ﷺ اور اس جیسی کئی دیگر احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نماز روزے

اور دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی کتنی ضروری ہے ان میں کوتاہی سے ہماری عبادات بھی ضائع ہوسکتی ہیں۔محض عبادات نجات کا باعث نہیں ہیں جب تک معاشرے میں رہنے والے لوگوں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے کسی پر زیادتی نہ کی جائے کسی کے مال کو برے طریقے سے حاصل نہ کیا جائے۔کسی پر الزام تراشی اور بہتان نہ لگایا جائے، کسی کا خون نہ بہایا جائے۔رسول اللہؐ کے تیار کردہ معاشرے میں ان باتوں کا خیال رکھا جاتا تھا، ہمارے معاشرے کی اصلاح کی یہی صورت ہے کہ ہم وہی طرز عمل اپنائیں جو صحابہ کرامؓ نے اپنایا ہے۔

۵۔ اخلاق حسنہ

سچائی، انصاف، پاسِ عہد اور امانت کو ہمیشہ سے انسانی اخلاقیات میں تعریف کا مستحق سمجھا گیا اور کبھی کوئی ایسا دور نہیں گذرا جب جھوٹ، ظلم، بدعہدی اور خیانت کو پسند کیا گیا ہو۔ ہمدردی، فیاضی اور فراخدلی کی ہمیشہ قدر کی گئی اور خودغرضی ،سنگ دلی، بخل اور تنگ نظری کو کبھی عزت کا مقام حاصل نہیں ہوا۔صبر وتحمل، استقلال وبردباری، اولوالعزمی وشجاعت ہمیشہ سے وہ اوصاف رہے ہیں جو داد کے مستحق سمجھے گئے اور بے صبری، چھچھورا پن، تلون مزاجی، پست حوصلگی اور بزدلی پر کبھی تحسین وآفرین کے پھول نہیں برسائے گئے۔

اخلاقی تعلیمات بھی معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے اس حوالے سے ہماری بہت زیادہ رہنمائی فرمائی ہے۔مختلف مقامات پر اخلاق حسنہ کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

الف۔ خالقِ الناس بخلق حسن (۳۹)
لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آو۔

ب۔ سئل رسول الله عن أكثر مايدخل الناس الجنة فقال تقویٰ الله وحسن الخلق (۴۰)
رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا جو بکثرت لوگوں کو جنت میں لے جانے والی ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا خوف اور اچھا اخلاق۔

ج۔ من حسن خلقه بنى له فى اعلا ها (۴۱)
آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے اخلاق اچھے ہوں گے اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجہ میں گھر تعمیر کیا جائے گا۔

د۔ إنَّ مِن أحبّكم إليّ واقربكم منى مجلساً يوم القيمة أحاسنكم أخلاقاً (۴۲)
میرے نزدیک تم میں سے پسندیدہ آدمی اور قیامت کے دن میرے قریب جگہ پانے والا آدمی وہ ہے جو تم

میں سے اخلاق میں بہتر ہو۔

ر۔ ما شيء اثقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من خلق حسن (۴۳)

حسنِ اخلاق سے زیادہ میزان میں کوئی چیز بھاری نہیں۔

س۔ إن الرجل ليدرك بحسنِ خلقه درجة الصائم القائم (۴۴)

اچھے اخلاق کی وجہ سے آدمی رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا مقام پا سکتا ہے۔

یہ احادیث مبارکہ اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ معاشرتی اصلاح و تربیت کے سلسلے میں اخلاقِ حسنہ کو کیا مقام حاصل ہے۔ اور ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی بگاڑ کو دور کرنے کے لئے سیرت نبویہ ﷺ نے کس قدر اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہمارے معاشرے کی اصلاح کے لیے بہتر نسخہ یہی ہے کہ ہمارے سائنس دان، حکمران، اساتذہ، فن کار، تجار، صنعت کار، آجر، اجیر الغرض زندگی کے ہر میدان میں کام کرنے والے اخلاق کو درست کریں۔

۶۔ قیامِ عدل:

اسلام معاشرے میں عدل و انصاف کے قیام پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کے بارے واضح احکامات ملتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (۴۵)

یقیناً اللہ تعالیٰ عدل اور انصاف کا حکم دیتا ہے۔

وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (۴۶)

اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (۴۷)

آپ کو کسی قوم کی دشمنی اس بات پر مجبور نہ کرے کہ آپ انصاف نہ کریں۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا

تَعْلَمَ یَمِینُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ "(۴۸)

سات لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایے میں رکھیں گے جس دن اللہ کے سایے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے ایک عادل حکمران، وہ نوجوان جو جوانی میں اپنے رب کی عبادت کرے اور وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے اور وہ آدمی جن میں اللہ ہی کے لیے محبت قائم ہو اسی کے سبب وہ اکٹھے ہوں اور اسی کے سبب انھیں جدائی ہو اور وہ شخص جو ایسے مخفی طریقے سے صدقہ کرے یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ دائیں ہاتھ سے کیا چیز صدقہ کی گئی اور وہ شخص جو ایسے خلوص کے ساتھ ذکر کرے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

نظام عدل اسلامی حکومت کا ایک ممتاز ادارہ ہے اس کی اہمیت کے پیش نظر بہت سی قرآنی آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اس حکم کے عملی نفاذ کے سلسلے میں اس قدر محتاط اور فکرمند تھے کہ لوگوں سے بار بار فرماتے جس سے کوئی زیادتی ہوئی ہے وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ چنانچہ حدیث کی کتابوں میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو بدلہ کے لئے پیش کیا۔

حضرت سواد بن عمر کہتے ہیں کہ میں ایک دن رنگین کپڑے پہن کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ ''حط حط'' اور چھڑی سے ٹھوکا دیا میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں قصاص لوں گا۔ آپ ﷺ نے فوراً شکم مبارک کھول کر میرے سامنے کر دیا۔ (۴۹) ہر انسان اس کسوٹی پر اپنے آپ کو پرکھ کر دیکھے کہ وہ کس حد پورا اترتا ہے رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ایک قریشی عورت نے چوری کی تھی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

وایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطع محمد یدھا۔ (۵۰)

خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ ضرور کاٹا جاتا۔

۷۔ امن عالم

ظہورِ اسلام کے وقت روئے زمین پر جہاں جہاں انسان بستے تھے وہاں وہاں معاشرتی انتشار اور فساد زوروں پر تھا قتل وغارت، اخلاقی بے راہ روی اور معاشرتی انارکی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ ہر متمدن معاشرہ اس بدامنی کی لپیٹ میں تھا قرآن اسی بدامنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ أَیْدِی النَّاسِ (۵۱)

لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہو گیا۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی تعلیمات کا دھارا اس طرف بھی موڑا اور انسانیت کو امن عالم کا پیغام دیا۔ بیسیوں احادیث اس پر شاہد ہیں۔ کفار نے جب مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا وہ مدینہ چلے گئے تب بھی ان کو چین سے نہ رہنے دیا گیا۔ مجبوراً مسلمانوں کو ان سے لڑنے کا حکم ملا۔ رسول اکرم ﷺ نے حالت جنگ میں بھی اخلاقیات کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور جنگی قوانین میں نرمی اور اصلاح کی بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔ بین الاقوامی معاہدات کی پاسداری کا حکم دیا۔

پھل دار درختوں کو کاٹنے، عبادت گاہوں کو منہدم کرنے سے منع کیا۔ اس طرح تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہی معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن گیا۔ خونریزی اور جنگوں کا لامتناہی سلسلہ ختم ہوگیا۔ معاشرے میں افرادی جان، مال اور عزتیں محفوظ ہوگئیں۔

خلاصہ بحث:

نبی اکرم ﷺ کی دی ہوئی ان بنیادی تعلیمات نے اصلاح معاشرہ میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اور معاشرتی اصلاح کو صحیح خطوط پر استوار کیا۔ آج ہمارے ہاں اصلاح معاشرہ کے حوالے سے کوئی صحیح پیشرفت نہیں ہو رہی اور کردار سازی میں اُٹھایا جانے والا ہمارا ہر قدم پیچھے پڑتا ہے۔

اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تغیرات زمانہ کی وجہ سے اسوہ نبوی ﷺ کو ہو بہو اپناتے ہوئے ترقی کی راہ پر گامزن ہونا دشوار ہو کے رہ گیا ہے بلکہ اس کا واحد سبب یہ ہے کہ اپنی غلط روش اجتماعی ہو یا انفرادی اتنی محبوب اور پسندیدہ ہے کہ ہمیں اس سے دستبردار ہونا گوارا نہیں۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ کی احادیث ہمیں پسند تو ہیں لیکن ان پر عمل کے لئے طبیعت حوصلہ نہیں پاتی۔

اگر ہم خوش فہمی کی رنگین فضاؤں سے نکل کر فطرت کے حقیقی ماحول کی طرف آئیں تو ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ آج ہم اصلاح معاشرہ کے نام پر کانفرنسیں منعقد کرواتے ہیں۔ تنظیمیں بناتے ہیں۔ جلسے کرواتے ہیں۔ لیکن خود بدعملی کا شکار ہیں۔ مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں ہم پر وہ وعید نہ لاگو ہو جائے جس کا ذکر عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں کیا گیا ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے اَسلاف کی خوبیوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

"ثُمَّ إِنَّهَا تَخلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ "(۵۲)

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف جانشین بنیں گے جو ایسی بات کہیں گے جو کرتے نہ ہوں گے، اور ایسے کام کریں گے جن

کا ان کو حکم نہ دیا ہوگا۔ جو آدمی ان کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہوگا اور جو آدمی زبان سے ان کے ساتھ جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہوگا اور جو آدمی اپنے دل کے ساتھ ان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہوگا۔ اس کے بعد ایمان کا رتی بھر بھی کوئی حصہ نہیں۔ اللہ ہمیں اس وعید کا شکار ہونے سے بچائے اور سیرت نبویہ ﷺ کے مطابق عمل پیرا ہو کر اصلاح معاشرہ کی توفیق بخشے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) البقرہ:۲: ۱۵۱

(۲) مالك،مؤطا، (دار احياء العلوم ،بيروت،الطبعة الثالثه ۱۹۹۴ء)ص۶۹۳ ، ۱۶۷۷، (باب مَا جَاءَ فِی حُسنِ الْخُلُقِ)

(۳) مسلم،الجامع الصحيح (دار السلام ،الريا ض،الطبعة الاولیٰ ۱۹۹۸ء)ص۱۰۸۹، ۶۳۶۲، (بَاب مِنْ فَضَائِلِ أَبِی ذَرٍّ رضی الله عنه)

(٤) احمد بن حنبل،المسند (دار الفكر،بيروت) ۱/۲۰۲،(حديث الحسن بن علیؓ بن أبی طالبؓ)

(٥) ابن منظور،لسان العرب ،(دارِ صادر،بيروت) ۹/ ۲۲۰۔

(٦) الشعراء:۲۱٤

(۷) بخاری،الجامع الصحيح، (دا رالسلام ،الريا ض، ۱۹۹۹ء)ص ۵۳حديث نمبر:۳۰٤(باب الزكاةعلى الاقارب)

(۸) الرحمن:۳۳

(۹) مسلم،الجامع الصحيح،ص ۱۱۲٤حديث نمبر:٦٥٤١(باب تحريم الظلم)

(۱۰) أيضاً،ص۱۱۳۱حديث نمبر:٦٥٦٥(باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم)

(۱۱) أحمد،المسند،۲٤۳/۵

(۱۲) أيضاً، ۱۸۰/۵۔

(۱۳) أيضاً،٤۰۰/۲۔

(۱٤) ترمذی، ابوعيسى محمد بن عيسى ،السنن (دار السلام ،الريا ض، ۱۹۹۹ء،ابواب صفة القيامة والرقائق:۲۵۰۷)

(۱۵) ابو داؤد،السنن (دار السلام ،الريا ض،الطبعة الا ولیٰ ۱۹۹۹ء)باب فی النصيحة والحياطة :٤۹۱۸

(۱٦) مسلم،الجامع الصحيح،(باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم :٤٦٨٥)

(۱۷) حم السجدة: ٤١:٤٦

(۱۸) بخاری، الجا مع الصحيح ،باب العبد راع فی مال سيده :٢٢٣٢

(۱۹) ترمذی،السنن ص ٥٥٠،باب ماجاء فی شأن الحساب والقصاص ا : ٢٤١٦

(۲۰) الانبياء: ٢١:٢٥

(۲۱) بخاری، الجا مع الصحيح،ص ٤٧٢ ،باب اسم الفرس والحمار :٢٨٥٦

(۲۲) ابن ماجه،السنن(دار السلام ،الرياض، ١٩٩٩ء)ص ٣٤،باب فضل العلماء والحث على طلب العلم:٢٢٤

(۲۳) النجم: ٣٩:٥٣

(۲٤) مسلم، الجا مع الصحيح،ص ١١٥٣ ،باب كيفية خلق الآدمی فی بطن أمه :٦٧٣٣

(۲۵) الحجرات:٤٩:١٣

(۲٦) النساء:٤:١

(۲۷) أحمد،المسند،٥/٤١١۔

(۲۸) ترمذی،السنن،ص٧،باب ومن سورة الحجرات :٣٢٧٠

(۲۹) أيضا

(۳۰) الحجرات: ٤٩:١٠

(۳۱) آل عمران:٣: ١٠٣

(۳۲) مسلم، الجا مع الصحيح ، ص١١٢٤ ،باب تحريم الظلم :٦٥٤١

(۳۳) بخاری ، الجا مع الصحيح،ص٥ ،بَاب مِنْ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ: ١٣

(۳٤) مسلم،الجا مع الصحيح،ص١١٣١ ،باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم :٦٥٨٦۔

(۳۵) أيضاً،ص٤٢ ،باب بيان كون النهى عن المنكر من الإيمان : ١٧٧

(۳٦) بخاری،الجا مع الصحيح ،ص١٣ ، باب قول النبی ﷺ الدين النصيحة: ٥٧

(۳۷) ترمذی السنن،ص ٤٩٨ ، باب ما جاء فی الأمر بالمعروف : ٢١٦٩

(۳۸) مسلم،الجا مع الصحيح،ص ١١٢٩ ،باب تحريم الظلم :٦٥٧٩

(۳۹) ترمذی،السنن، ص٤٦٠ ،باب ماجاء فی معاشرة الناس : ١٩٨٧

(٤۰) أيضاً، ص٤٦٢-٤٦٣، باب ماجاء فی حسن الخلق: ٢٠٠٤

(٤١) أيضاً، ص ٤٦١، باب ماجاء فى المراء : ١٩٩٣

(٤٢) أيضاً، ص ٤٦٥، باب ماجاء فى معالى الأخلاق: ٢٠١٨

(٤٣) أيضاً، ص ٤٦٢، باب ماجاء فى حسن الخلق: ٢٠٠٢

(٤٤) أبو داؤد، السنن، ص ٦٧٩، باب فى حسن الخلق: ٤٧٩٨

(٤٥) النحل: ١٦: ٩٠

(٤٦) الحجرات: ٤٩: ٩

(٤٧) المائدة: ٥: ٨

(٤٨) مسلم، الجامع الصحيح، ص ٤١٥، باب فضل إخفاء الصدقة : ٢٣٨٠

(٤٩) ابو داؤد، السنن، ص ٧٣٣، باب : ٥٢٢٤

(٥٠) بخاری، الجامع الصحیح، ص ١١٧٠، باب كراهبة الشفاعة فى الحد :٢٧٨٨

(٥١) الروم: ٣٠: ٤١

(٥٢) مسلم: الجامع الصحيح، باب كون النهى عن المنكر من الإيمان : ٧١؛
الخطیب التبریزی، ابوعبداللّٰہ محمدبن عبداللّٰہ، مشکوۃ المصابیح، (المکتب الاسلامی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ١٩٩١ء) ١/ ٩١-٩٢ حدیث نمبر ١٥٧۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆